شیخ نورالدین رشیؒ
عظیم کشمیری صوفی شاعراور مبلغ اسلام

ڈاکٹرنصرت نثار
انچارج/اسسٹنٹ پروفیسر
شعبہ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

SHIEKH NORUDDIN RISHI
A GREAT KASHMIRI SUFI FOEPT AND PREACHER OF ISLAM

Nusrat Nisar, PhD
Incharge/ Assistant Professor of Kashmiryat
University of the Punjab, Lahore

Abstract

Sheikh Nor-ud-Din is considersed as the living symbol and the guiding light of Kashmir. Kashmiris recognise him as the Alamdare-Kashmir (the standard bearer of Kashmir). As a saint, revolutionary patriot and poet, he has exerted enormous influence on the beliefs and world view of the people of the valley. His thoughts have been moulding the minds of generations for more than seven centuires, establishing a culture of utmost religious tolerance with an abiding faith in the Omnipresence of God. No other saint, king, scholars or politician of Kashmir has recieved such national admiration as Sheikh Nor-ud-Din did.

Keywords:
شیخ نورالدین رشیؒ، رشی، صوفی، ترک دنیا، کلام، مشعل راہ، کشمیری قرآن، جدت

شیخ نورالدین رشیؒ کشمیر کی تہذیب وثقافت اوراعلیٰ شعور کی ایک زندہ علامت سمجھے جاتے ہیں ۔وہ چودھویں صدی کے ایک وضع دار شاعر ہیں جن کو لوگ عقیدت سے ''شیخ العالم'' بھی کہتے ہیں ۔انھوں نے کشمیر کی روزمرہ زبان کو نہ صرف ایک ارفع مقام عطا کیا بلکہ کشمیری شاعری کو ایک سدا بہار رنگ دیا نیز عوام میں اس زبان کو مقبول بنانے کے لیے کشمیری قوم کو ایک مخصوص سوچ عطا کی ۔بقول شفیع شوق:

> ''اسلوب کے تجربوں کی بنیاد پر ہم ان کو پہلا جدت پسند عوامی شاعر بھی کہہ سکتے ہیں جو اپنی زندگی میں ہی مقبول ہوئے اور ان کا کلام تحریر میں بھی لایا گیا اور کشمیریوں کے عقیدے کا حصہ بن گئے حتیٰ کہ ان کے کلام کو ''کشمیری قرآن'' بھی کہا گیا ۔وہ اپنے عہد کے ایک عظیم انقلابی رہنما تھے جنھوں نے سیاسی اور سماجی جبر کے خلاف بغاوت کی''(۱)

شیخ نورالدین ایک 'رشی' تھے ۔رشی اصل میں سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ایک ایسے بزرگ کے ہیں جس کا (Vision) روشن ہو ۔اوتار کرشن رہبر لکھتے ہیں:

> ''وہ انسان جو حقیقت میں سچائی کا پجاری ہو اور تارک سرو اسرار پر نظر رکھتا ہو ۔برصغیر کے مختلف حصوں میں زمانہ قدیم سے ہی رشی موجود تھے مثلاً والمیکی بہت بڑے رشی تھے جنھوں نے رامائین لکھی ہے ۔کشمیر میں کشپ رشی تھے جنھوں نے کئی روایات کے مطابق ''ستی سر'' کو پُر کر کے خوبصورت وادی آباد کرنے کی کوشش کی ہے''۔(۲)

برصغیر کے مختلف حصوں کی طرح کشمیر میں بھی رشیوں کا سلسلہ شروع سے ہی موجود تھا ۔وقت کے ساتھ ساتھ عمل، فکر اور طور طریقوں میں مقامی اثرات شامل ہوتے گئے ۔اسی طرح شیخ نورالدین سے پہلے کے رشیوں پر مختلف مذاہب کے اثرات تھے ۔چونکہ شیخ نورالدین رشیؒ سے پہلے کشمیر میں اسلام کا بول بالا شروع ہو چکا تھا اس لیے شیخ نورالدین کے زمانے سے رشی تحریک نے ایک زوردار تحریک کی شکل اختیار کی ۔انھوں نے رشی فلسفے کو ایک نیا معنی، آہنگ اور تر و تازگی بخشی ہے ۔(۳)

رشی اصلاً ایک سنسکرت لفظ ہے جس کے معنی تارک الدنیا عابد کے ہیں ۔یہ لوگ جنگلوں اور غاروں میں رہ کر خدا کی عبادت میں ایک خاص وقت گزارتے تھے ۔نفس کشی، زہد و تقویٰ، ترک علائق اور تنہا نشینی رشیوں کی خصوصیات ہیں ۔شیخ نورالدین رشی بھی انھی بزرگوں میں سے ایک برگزیدہ ہستی ہیں ۔کشمیر میں انھیں ممتاز مقام حاصل ہے۔

شیخ نورالدین کے جد بزرگوار اوگر اسنز کشتواڑ کے راجہ تھے ۔ان کی وفات کے بعد ان کے دو بیٹے بنی عماں کے ظلم سے تنگ آ کر کشمیر بھاگ گئے ۔اس خاندان کی ساتویں پشت میں ایک شخص سلت سنز تھا جس کا دل دنیا سے سیر ہو چکا تھا ۔وہ مرشد باطنی کی تلاش میں بہت مدت تک سرگرداں رہا ۔آخر اس نے موضع کولگام میں

سید حسین سمنانی کی خدمت میں پہنچ کر اسلام قبول کیا۔ مُرشد نے اس کو شیخ سالار کے نام سے نوازا اور وہ بھی رات دن مُرشد کی خدمت میں حاضر رہا۔ یہی سالار الدین شیخ نورالدین رشیؒ کے والد ہیں۔ G.N. Gouhar لکھتے ہیں:

> The ancestors of Shiekh Noor-ud-Din hailed from Kishtwar originally which was a tiny indepexdent kingdom but was latter annened by the Dogra ruler Maharaja Gulab Sing (1846-1851) with the State of Jammu & Kashmir. It now forms a sub-division within the district of Doda in Jammu Province. The fore fathers of the Shiekh were Rajputs who owned an estate in the independent Kingdom of Kishtwar.(۴)

شیخ نورالدین رشیؒ کی والدہ سدرہ جن کو کشمیر میں احتراماً سدرموج (ماں) کہا جاتا ہے کی گاؤں میں ایک چوکیدار کے یہاں اس کی شادی ہوئی جس کے پہلے سے دو بیٹے تھے۔ جلد ہی بیوہ ہوگئیں اور ان دونوں بیٹوں کو خوب پالا۔ وہ گاؤں کے بزرگ یاسمن رشی کے پاس آتی جاتی تھیں جنھوں نے اس کو شیخ سالارالدین کے ساتھ شادی کرنے کا مشورہ دیا۔ ان کے ہاں ایک ہی بیٹا پیدا ہوا جس کا نام شیخ نورالدین رکھا گیا۔ بابا نصیب الدین غازی کے نورنامے میں ان کی پیدائش کے حوالے سے یوں درج ہے:

"چناں آوردند کہ از ہجرت سید کائنات آں سند ہفیت صدو ہفتاد و نہ بود کہ حضرت شیخ نورالدین تولد شد"

G.N. Gouhar لکھتے ہیں:

> "It is reported that Sadra gave birth to a son on the 10th Zilhaj in A.D 1377 in the Kaimoh Village."(۵)

شیخ نورالدین رشیؒ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مادرزاد ولی تھے۔ وہ جب پیدا ہوئے تو انھوں نے دو دن تک دودھ نہیں پیا۔ مشہور ہے کہ شیخ نے تین دن تک اپنی ماں کی چھاتی سے دودھ نہیں پیا۔ اسی اثنا میں للہ عارفہ (بہت بڑی صوفی شاعرہ) یہاں پہنچی اور بچے کو گود میں لے کر کہا: "زینہ مندہ چھوک نہ تمہ چینہ چھوک مندہ چھان"

ترجمہ: اس دنیا میں آنے سے نہیں شرمائے تو پینے سے کیوں شرماتے ہو؟

للہ عارفہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ بچہ للہ عارفہ کے سینے سے دودھ پینے لگا۔

"شیخ نورالدین رشیؒ میں بچپن سے ہی پیرانہ صفات کا اظہار ہوا۔ للہ عارفہ کو وہ اپنی روحانی ماں کا درجہ دیتے تھے۔ ان کے کہے ہوئے الفاظ نے ان کی زندگی کی سمت کا تعین کیا۔ جب شیخ چار

سال کے ہوئے والدہ نے ایک اخوند کے پاس تعلیم کے لیے بھیجا۔استاد نے حروف تہجی لکھ کر ان کے سامنے رکھے۔شیخ الف پڑھ کر چپ چاپ بیٹھے رہے۔استاد نے ان کی خاموشی توڑنے کے جتن کیے لیکن شیخ نے لب نہ ہلائے۔آخر استاد کے اصرار سے یوں گویا ہوئے: اے معنی سے بے خبر اور وجد و حال سے نا آشنا جب تو نے الف کہا تو میں نے الف پڑھا۔اور اُس سے احد مراد لیا اور اُسے دیکھا۔با کے حرف سے دوئی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اسی لیے میں نے اس سے انکار کیا،لیکن تجھے کون سمجھاوے۔استاد یہ سن کر متعجب ہوا اور والدہ بھی حیران ہوئیں۔شیخ سے کہا بیٹے ایسی باتیں چھوڑ علم حاصل کر علم ابدی سرمایہ ہے اس سے محروم نہ رہ۔'' (٦)

شیخ نورالدین بڑے ہوتے گئے۔اُن کے والد پہرہ داری کا کام کرتے تھے۔اس میں انھوں نے کوئی دلچسپی نہ دکھائی۔اُن کے سوتیلے بھائی پہرے داری کی آڑ میں چوری کرتے تھے۔والدہ نے شیخ کو اُن کے ساتھ جانے کی تلقین کی۔وہ ان کو اپنا کاروبار سکھانا چاہتے تھے مگر وہ کامیاب نہ ہوسکے بلکہ شیخ نورالدین رشی ان کو مختلف طریقوں سے اس کام سے دور رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ایک دفعہ کتوں کی آواز سن کر بھائیوں سے کہا:

آنگن ہا وکران ہونو	ووباووتہ لون بالون
یم یتہ ووتم تتہ لونو	ہون چھے وپان ووباوو

ترجمہ: صحن میں کتا رٹ لگا رہا ہے کہ جیسا بوئے گا ویسا ہی پائے گا جس نے یہاں بویا اُس نے وہاں (دوسری دنیا میں) فصل کاٹی۔کتا کہہ رہا ہے کہ جیسا بوئے گا ویسا کاٹے گا۔

والدہ نے مختلف جگہوں پر کام سیکھنے کے لیے بھیجا،لیکن ہر جگہ اُن کو ایمانداری اور فہم و فراست کی باتیں سناتی جاتی تھیں تھے جو اُن کے سمجھنے کی نہیں تھیں تو واپس گھر آجاتے تھے۔

شیخ نورالدین بچپن سے ہی خلوت پسند تھے۔اکثر اپنے دھیان میں ہی رہتے تھے۔عموماً تنہا بیٹھتے اور وجد و حال میں غرق رہتے تھے۔شفیع شوق لکھتے ہیں ''دنیا داری کے ساتھ محبت بڑھانے کے لیے اُن کی شادی کر دی گئی،دو بچے ہوئے،ایک بیٹا اور ایک بیٹی مگر بچوں کی پیدائش کے بعد بھی اُنھوں نے اپنا مزاج نہیں بدلا۔وہ بدستور روحانی مسئلوں،کائنات کے اسرار اور نجات کے امکانات کے متعلق مسلسل سوچتے رہتے۔وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اس مادی دنیا کے ساتھ رہ کر دنیا کی دوسری حقیقتوں کا عرفان حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔چونکہ کشمیر میں ترک دنیا اور خلوت نشینی کی رشی روایت شروع سے ہی موجود تھی،چناں چہ اُنھوں نے بھی یہی راستہ اختیار کیا،اور اُنھوں نے ایک غار میں پناہ لی۔یہ غار آج بھی موجود ہے۔'' (٧)

دنیا ترک کرنے اور غار پکڑنے کا واقعہ نہایت ہی دلدوز اور بے چین کرنے والا معاملہ تھا۔والدہ، زوجہ اور بچوں کی محبت کے سامنے ایک ایسا مقصد جسے حاصل کرنے کی جستجو ان کے لیے زیادہ پر کشش تھی۔اُن کی

والدہ کئی دنوں کی تلاش کے بعد غار تک پہنچتی ہیں۔ G.N. Gauhar لکھتے ہیں:

"When his mother came to know about his wherabouts she went to that place. Alarmed by the surroundings in which her only son was passing his days, she warned him of the danger from the reptiles and beasts lurking about. The Sheikh, however, politely replied, "Snakes and rats are my kith and kin. A lengthy tete-a-tete is reported to have taken place between mother and son.(۸)

گھر والوں نے بڑے جتن کیے کہ وہ گھر واپس جائے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ گھر چھوڑنے کے کچھ عرصے بعد دونوں بچے بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ شیخ نورالدین بارہ سال غار میں رہے۔ جب وہ غار سے نکلے انھوں نے ایک نئے قالب میں ظہور کیا۔ انھوں نے حق کی تلاش کی اور حق تک پہنچنے کا راستہ اپنایا۔ انھوں نے اپنی حساوی توانا پر فتح حاصل کی تھی۔ دنیا میں سچ کو ثابت کرنے میں مدد کرنا، دکھی انسانوں، مسکینوں اور ٹھکرائے ہوئے لوگوں کو کسی نہ کسی طرح راحت وغیرہ ایسے مقاصد تھے جن میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے انھوں نے یہ محسوس کیا کہ انسان کو مادی دنیا کی محبت کو چھوڑ کر اپنے ذاتی سکھ بھول کر تکالیف برداشت کر کے عمل میں مصروف رہنا چاہیے اس کے لیے سادگی اور صاف نیت پہلی شرط ہے۔ شفیع شوق اس بارے میں لکھتے ہیں:

''جو راستہ شیخ نورالدین رشی نے اختیار کیا تھا، یہ رشیت کا راستہ تھا۔ یہ راستہ روایتی مذہبی کٹر پسندی کے خلاف ایک خاموش بغاوت تھی۔ اس راستے میں سب برابر ہیں۔ رشی اپنے نفس پر قابو پانے کے لیے بہت سی جسمانی اذیتیں اُٹھاتے تھے اور اپنے صبر اور برداشت کا امتحان لیتے تھے۔ شیخ نورالدین رشی نے قدیم رشیت کا راستہ اختیار کیا۔ مگر وہ رسالت پر بھی یقین لائے اور اس طرح وہ اسلامی رشیت کے بانی بن گئے۔ اور لوگوں نے عقیدت سے انھیں شیخ العالم کا خطاب دیا۔''(۹) شیخ نورالدین رشیؒ نے پورے کشمیر میں سفر اختیار کیے کشمیر میں کوئی بھی علاقہ ایسا نہیں ہے جہاں انھوں نے اپنے قدم نہ رکھے اور بہت سے لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ کشمیر میں چاروں اطراف میں اُن کی زیارتیں اور مختلف یادگاریں موجود ہیں بلکہ اُن کے بڑے بڑے مریدوں کی زیارت گاہیں بھی دکھائی دیتی ہیں۔ اس حوالے سے شفیع شوق لکھتے ہیں:

''کیموہ غار سے نکل کر شیخ نورالدین رشی گاؤں گاؤں شہر شہر پھرے۔ بعض علاقوں میں کئی کئی سال ٹھہرے۔ بڑے بڑے برہمنوں کو مشرف بہ اسلام کروایا اور اُن کے خاص مرید بن گئے۔ آخر میں جس گاؤں میں رحلت کر گئے وہی سے چرار شریف اُن کا جنازہ لایا گیا۔ اُن کے جنازے میں بے شمار لوگ اور اُس وقت کے حکمران زین العابدین (بڈ شاہ) بھی شریک تھے''۔(۱۰)

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ کشمیری زبان کے اس عظیم شاعر کو بادشاہ کے دربار میں بھی بہت احترام حاصل تھا۔ان کو وفات کے بعد بھی اُن کو ہر عہد میں سرکاری احترام ملتا رہا۔افغان دور میں عطا محمد خان نے اُن کے نام کا سکہ جاری کیا جس پر یہ عبارت درج ہے۔

سکہ شد روشن زشاہ نورالدینؒ
رائج از مخدوم قطب العارفین (۱۱)

During his tours the Sheikh made certain observations about some localities, their people and the enviorment and location of certain regions. Such comments observations, in poetic form give a true picture of life in those localities and regions".(۱۲)

شیخ نورالدین رشی کی وفات کے حوالے سے مؤرخین کی مختلف آراء ہیں۔سب سے قدیم 9 تاریخ وفات بابا نصرالدین نے کہی جواُن کے مرید خاص تھے۔تاریخ وفات یوں ہے:

''دوپ نصری مے تاریخ واگ
نندزوتھ گویاپایہ سراگ''

The Sheikh passed away in Rupawan village on 26th Jami-ud-Sani 842 A.H.., (Coresponding to A.D 1438) (۱۳)
ay in Rupawan village on 26th 842 A.H,, 0

شیخ نورارلدین رشیؒ کی تعلیمات

شیخ نورالدین رشیؒ کا کلام فکر وعمل اور دینی اُمور کی توضیح وصراحت سے بھرپور ہے۔اُن کے کلام کو کشمیری زبان میں قرآن کہا جاتا ہے۔شاہد بڈگامی لکھتے ہیں۔

''شیخ نورالدین رشیؒ کے قلب وروح میں دین اسلام کی حقانیت کا جو اعلیٰ ترین عرفان ووجدان موجزن تھا، وہ ان کے کلام میں بھرپور انداز میں نظر آتا ہے۔اُن کے کلام میں قرآن کریم، احادیث اور سنت رسول، فرمودات اہل بیت اطہار اور بشارت عظمٰی کے رموز جگہ جگہ موجود ہیں۔یہی وجہ ہے کہ علمدار کشمیر کے کلام (سرک) کو کشمیری مسلمان قرآن کہہ کر اس کی عظمت کا اظہار کرتے ہیں۔''(۱۴)

بارہ سال غار میں رہ کر بھی اس صوفی کی نظر سماج کے ہر نمایاں و پوشیدہ پہلو پر رہی ہیں۔وہ نہ صرف شاعر، معلم اور رشی تھے بلکہ ایک تاریخ ساز شخصیت ایک مبلغ اور سماجی مصلح رہے تھے۔وہ اپنی شاعری میں وحدانیت، ترسِ مرگ اور دیگر روحانی فلسفے کو سامنے لاتے ہیں۔جی این گوہر لکھتے ہیں:

"The Sheikh's poetry is commonly known as Kashur Quran (The Kashmiri Quran). This is because the themes of his quatrains and poems resolve around some or the other verse of the Quran". (۱۵)

ڈاکٹر حامدی کاشمیری شیخ نورالدین رشیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''قلندرانہ شان رکھنے والے یہ مرد درویش نہ صرف درویش تھے بلکہ وہ بہت بڑے مبلغ، عالم دین اور سوشل ریفارمر بھی تھے۔اس کے علاوہ شاعری کی ایک خاص صنف ''شرک'' کے موجد بھی ہیں۔اُن کی شاعری کے خاص موضوعات تزکیہ نفس، موت و حیات، قیامت کے منظر، قرآن کے اُصولوں اور اسلام کے اُصولوں پر مبنی ہیں۔کشمیر کے ادب کے آسمان کا یہ جگمگاتا ستارہ ہمیشہ چمکتا رہے گا۔''(۱۶)

شیخ نورالدین کا مقصد صرف اشعار کہنا ہی نہیں تھا بلکہ خوف خدا، دنیا کی ناپائیداری، نفس کی گمراہی، عبادت، اور ریاضت کی لذت، ترک دنیا کے معاملے میں اور اخلاقی بلندی حاصل کرنے میں جو تجربے اُن کو کرنے پڑے اُن کو بیان کرنا اور لوگوں کو سمجھانا ان کا مقصد تھا۔ G.N. Gauher لکھتے ہیں:

"The Sheikh had a mission to make illitrate folk understand the fundamentals of islam in a simplest from. To address this objection, he used vernacular as a medium of expression and people bereft of any scholastic taste and tongue understood his message vey earlier. He composed his verses in tune with the Quranic injunctions and the core truth of revealed verses got communicated to common man with our any linguidtic or metaphoric twist. (۱۷)

شیخ العالم کے زمانے میں کشمیر میں اسلام بھرپور جلوہ سامانیوں کے ساتھ آیا اوران کے تخیل کو مزید جلا بخش دی۔وہ اپنے خیالات کو نہایت خوبصورت انداز میں عرفان اور ہدایت و فیضان کا رنگ دے کر لوگوں تک پہنچاتے رہے۔وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہیں۔ایسا نہیں کہ وہ محض ایک نعرہ بلند کرتے ہیں بلکہ ذاتی تجربے کی بنیاد پر دل کی گہرائیوں سے وحدانیت کے رموز کو محسوس کرتے ہیں اوران اسرار کو یوں ظاہر کرتے ہیں:

کھر ے یوز کھ کنہ نوروز کھ　　　　امی کزن کوتاہ ویت جلاو
عقل یہ فکر تو رکوت سورکھ　　　　کی مالہ چھیتھ ہوک دریاو　(۱۸)

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو سمجھنا اور جاننے کی کوشش کرے گا تو خود کو وہ کہیں نہیں پائے گا یعنی اُس کا وجود ختم ہو جائے گا۔اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اتنی وسیع اور اتنی گہری ہے کہ انسان کی تمام صلاحیتیں عقل و فکر بھی اس کی تلاش میں ختم ہو جاتی ہیں۔کون ہے جس نے یہ دریا پار کیا ہو۔

اُن کی نظر میں ہر فرد برابر ہے ۔وہ رنگ ،ذات پات ،مذہب اور نسل کی بنیاد پر فرق کرنے کے خلاف ہیں ۔وہ ہر ایک کی بھلائی چاہتے ہیں ۔جیسے کہتے ہیں:

شوٗ چھوی تھلہ تھلہ روزان   مُوزان ہٕندٕ تہٕ مُسلمان
ترُو کھہ ہے چھکھ پٲنٕ پان پرزان   سُوے چھے صاٗحبس سیتی زانی زان (۱۹)

ترجمہ:خدا کی ذات اقدس ذرے ذرے میں موجود ہے ہندوؤں اور مُسلمانوں کا جد بزرگوار حضرت آدم ہے ہم سب اُس کی اولاد ہیں ۔تو ہندو مسلمان میں کون سی تفاوت اگر تم دانا ہو ۔عاقل ہو تو پہچان لو جس نے آپ کو پہچان لیا،اُس نے خدا کو پہچان لیا ۔اپنے آپ کو پہچاننا ہی خداشناسی کا راز ہے ۔

وہ ظاہر داری، دکھاوا، رسم و رواج کے برعکس مذہب کی اصل روح پر زور دیتے تھے ۔وہ ناہموار اور بے وطیرہ ماحول میں علم کی روشنی سے ایک نیا رنگ بھرنا چاہتے تھے ۔اُن کا کلام ایک ایسے عطر کی مانند ہے جو اپنی خوشبو سے ہر کسی کو معطر کر دیتا ہے اور جس کو مختلف فلسفوں کا نچوڑ بھی کہہ سکتے ہیں ۔اوتار کرشن رہبر لکھتے ہیں:

"اردگرد ماحول کی ناہمواری اور پراگندگی دیکھ کر ان کا احساس زیادہ شدت محسوس کرتا تھا ۔ انسان کی بے چینی دیکھ کر وہ ایک مثالی انسان کے متعلق سوچنے لگے اور اسی سوال نے ان کو مختلف باتوں پر غور کرنے کی تحریک دی جن میں زندگی ،موت عشق ،عمل ،کردار ،سیرت ، بصیرت ،آگہی ،ذکر و فکر ،اور معبود حقیقی اہم موضوع ہے ۔اگر دیکھا جائے تو یہی وہ بنیادی عناصر ہیں جن کے اردگرد انسانی زندگی یا انسانیت کا دارو مدار ہیں ۔مثلاً نیک اور اچھے اعمال ۔"(۲۰)

عمل نیک کی انجام وہی، شیخ نورالدین رشی کی اہم تعلیمات میں سے ایک ہے ۔اُن کا ایک مشہور شعر ہے:

ژٕھٕس فَرضس کَر عمل تٔے   ژھٕنٛجِھے ہرٕدس کٔنٛتھ کر تھتھاو
ژٕھی نیک عمالہٕ کَر توکل تٔے   یَس کَرِ گونٛگُل تٕی کرِ کراو (۲۱)

ترجمہ:فرائض زندگی ادا کرتے جاؤ اور موسم بہار سے فائدہ اٹھا کر خزاں کے لیے محنت سے کام لو ۔اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے ریاضت اپنا شعار بناؤ ۔یاد رکھ لے جو بوئے گا وہی کاٹے گا ۔

یعنی جو انسان بھی کچھ حاصل کرنے کے لیے تگ ودو کے ساتھ ساتھ صبر و تحمل، اور عمل پیہم دکھائے گا وہی کچھ حاصل کرے گا ۔عمل کے بغیر کسی چیز کو تلاش کرنا، نیم کے درخت سے پھل تلاش کرنے کے برابر ہیں ۔نیک عمل کے ساتھ ساتھ شیخ نورالدین رشی نیک اور بہتر کردار پر بھی زور دیتے ہیں، وہ فرماتے ہیں ۔

کام کرودھ موہ، انکار چھے
دوزخی نار چھے دوان برابے
کریہ تہ کارن وندا دار چھے (۲۲)

ترجمہ: (شہوت)، (غصہ یا حرص)، (لالچ)، (جہالت، غرور اور گھمنڈ) تمام برائیوں کی جڑ ہیں اور یہ تمام چیزیں دوزخ کی آگ کو بڑھادیتی ہیں اور نیک عمل اور اچھے کام ہی وقعت رکھتے ہیں۔

شیخ العالم نے تفصیل کے ساتھ مسلمانوں کے اوصاف اپنے کلام میں بیان کیے۔ اسی طرح صفت تزکیہ نفس شیخ نورالدین کے فلسفے کا دوسرا اہم پہلو ہے۔ وہ نفس کو مارنے یا قابو کرنے پر زور دیتے ہیں لیکن ان کے ہاں نفس کو قابو میں رکھنا حقیقت سے فرار ہرگز نہیں ہے بلکہ نظم وضبط کو اُبھارنے کا اہم ذریعہ ہے۔ شیخ العالم کی تعلیمات کے مطابق بے قابو نفس تمام مصیبتوں اور برائیوں کا منبع ہے۔ وہ ذاتی تجربات کی بنیاد پر بھی اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ نفس کو مارنا یا نفس کو قابو میں رکھنا آسان کام نہیں ہے۔ یہ ایک بدمست ہاتھی کی طرح ہے جو بے قابو ہوکر بھی تباہی پھیلاتا ہے:

نفس کڈوس اَٹی اَٹی   نفسی کورس پشیمان
نفس چھے مدہوس ہانکل ژٹی   نفس یِی رُوٹ سوووت لامکان (۲۳)

ترجمہ: نفس امارہ نے مجھے بستی بستی میں پھرا کر شرمندہ اور رسوا کر دیا اور نفس امارہ نے ہی مجھے پشیمان کر دیا۔ نفس امارہ ایک بدمست اور بے لگام ہاتھی کے مانند ہے جو کسی بھی وقت زنجیر کاٹ کر بے قابو ہو جائیگا۔ جس کسی خوش قسمت نے نفس امارہ کو قابو میں رکھا وہی منزل مقصود یعنی لامکان پہنچ گیا۔

"Self mortification is the cruse of meditation and subjugation of one's evil self lies the essence of mortification. The Sheikh has with vehemence, force and stress expossed the idea of surender of the evil self in various models and this idea is oft repeated in his poetry. However, at each time the frame of the idea looks new while preaching threre high ideas he has used the form of the first person in his expression and confined the consequences of the evil self to his own person" Alas! I am marred by my evil self it threw me into the ditch of darkness if it comes unders my grip I shall kill it with the sword.(۲۴)

پروفیسر کاشی ناتھ در لکھتے ہیں کہ "شیخ نورالدین رشیؒ نے اپنی شاعری کے لیے عام لوگوں کی زبان (کشمیری) کو اپنایا۔ اس سے پہلے دینیات کے لیے زیادہ تر سنسکرت یا عربی زبان استعمال کی جاتی تھی۔ اس طرح انھوں نے لوگوں کے دل جیت لیے اور اپنا کلام گھر گھر پہنچایا اور ساڑھے چھ سو سال گزرنے کے بعد بھی کشمیر کے لوگوں کو آج بھی ازبر ہے۔(۲۵)

اپنی تعلیمات کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں گھر کرلیا۔ چوں کہ اُن کا کلام تمام فرقوں میں یکسانیت قائم رکھنے پر بھی زور دیتا ہے لہٰذا لوگ جوق درجوق اسلام کی طرف مائل ہوتے چلے گئے ۔اس سلسلے میں کوئی زور زبردستی نہیں کی گئی بلکہ یہ دل ملنے کی بات تھی ۔

یہ تعلیم قرآن کے عین مطابق تھی اور ساری مخلوق خدا ایک ہی خاندان ہے ۔وہی محبوب خدا ہے جو اُس کے بندوں کے ساتھ پیار کرتا ہے۔

حضرت شیخ العالمؒ کے موضوعات مختلف اسلامی رنگوں سے بھرپور ہیں اور تمام موضوعات کا بنیادی مقصد انسان کو اپنی ابتدا کو یاد کرنا اور آخرت کے تصور کو اپنے سامنے رکھنا ہے ۔انھوں نے غارنشینی کے دوران لوگوں کے لیے اپنے دروازے بند نہیں کیے بلکہ اُس کے بعد بھی اپنی مقدس زندگی میں لوگوں کو وعظ ونصیحت اور تبلیغ کرتے رہے ۔وہ لوگوں کو سچائی کا راستہ دکھاتے رہے۔ ان کا کلام بطور نصیحت اور ہدایت اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک کشمیری زبان زندہ ہے ۔میر غلام رسول نازکی لکھتے ہیں:

> ''جس طرح شیخ نورالدین ریشیؒ نے اپنی زندگی میں ہدایت کا چراغ روشن کیا، اسی طرح اُن کا یہ مشن اُن کے انتقال کے بعد بھی جاری رہا۔ کشمیر کے تمام واعظ ان کے شاگرد ہیں اور تمام کشمیری اس بات کو جانتے ہیں کہ ان کا پیغام ہے جو دلوں کو گرماتا ہے ۔اور کوئی پیغام ،موضوع ایسا نہیں ہے جو تزکیہ نفس کرنے میں مددگار نہ ہو اور جس پر حضرت شیخ نے اپنی ہدایت محفوظ نہ کی ہو۔'' (۲۶)

نماز دین اسلام کا اہم رُکن ہے جس کی بار بار نہ صرف تاکید کی گئی ہے بلکہ اس کی وقت پر ادائیگی بھی مطلوب ہے:

کسب یِم کرن نماز گزارَن	نشرِ تھی ہُند سَمارس زایے
چھک لاگنے بڈی پالنے کرن	پتھ ییکھ بڈی رہکایے
تا رِن نارو بَرن	توک فیض دیکھ خدایے (۲۷)

ترجمہ: جولوگ اپنی محنت ومشقت کا کھاتے اور وقت پر نماز ادا کریں تو جہاں میں صحیح معنوں میں اُن کا ہی جنم مبارک ہوا ۔نماز پنجگانہ وقت کی پابندی کے ساتھ اور رزق حلال کا اہتمام کیا۔ اُن کا بہت بڑا الہلہاتا اناج سے بھرپور کھیت ہے۔ اگر وہ استقامت کے ساتھ اپنی طرز زندگی گزاریں۔ پھر دیکھنا کہ اس کھیت کا فصل پک کر بڑے بڑے کھیتیاں اناج سے بھردے گی ۔ایسے خُدا کے فرمانبردار بندے پُل صراط کو آسانی کے ساتھ پار کریں گے ۔اور جہنم کی آگ سے بچ نکلیں گے ۔خُدا تعالیٰ ان کو ان کے نیک عمل کا فیض اور فائدہ عطا کرے گا ۔(۲۸)

نعت رسول مقبول ﷺ کے حوالے سے بھی شیخ نورالدین نے نہایت خوبصورت اور جامع انداز میں اظہار کیا ہے ۔انھوں نے نہایت سادگی سے لیکن دل کی گہرائیوں سے نعت میں سُز ور پیدا کیا ہے:

اندوہندین ہنزکا چہ تراونو | تراونو پیراوتو حقہ نیز وتھ
حضرت محمدؐ منہ شراوتو | اُسیہٕ نٔی نارس تمن روز کتھ (۲۹)

ترجمہ: اے انسان تم کافرانہ طورطریقے اورکام چھوڑ دو تم حق کا راستہ اپنا لو۔حضرت محمدؐ کے بتائے ہوئے راستوں اورطریقوں کومت بھولو۔اگر ہم ایسا کریں گے تو ہم واصلِ جہنم ہوں گے لیکن اُن کے لیے بات رہ جائے گی۔

اس حوالے سے وہ فرماتے ہیں پریشانی یہ نہیں کہ ہمیں نافرنی کی پاداش میں واصل جہنم کیا جائے گا بلکہ یہ پریشانی ہے کہ رسول اللہﷺ کے اُمتی ہونے کی وجہ سے ہمیں اگر جہنم رسید کیا گیا تو حضورﷺ کتنے آزردہ ہوں گے اور لوگوں کو موقع ملے گا کہ وہ انھیں ''العیاذ باللہ'' طعنہ دیں گے۔علامہ اقبال نے بھی قریب قریب یہی مضمون اپنی رباعی میں بیان کیا ہے:

توغنی از ہر دو عالم من فقیر | روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
اگر باشد حسابم ناگزیر | از نگاہِ مصطفٰےؐ پنہاں بگیر

ایسا لگتا ہے کہ علامہ اقبالؒ اور شیخ نورالدین رشیؒ ایک ہی مقام پر کھڑے ہیں۔اسی طرح جب علامہ فرماتے ہیں:

مقامِ فکر ہے پیمائش زمان ومکان | مقامِ ذکر ہے سبحان ربی الاعلٰے

وہ بے عمل علم کے متعلق بھی خبردار کرتے ہیں کہ اس کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اُس گدھے سے تشبیہ دی ہے جس کے اوپر کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہو۔کمثل الحمار یحمل اسفارا۔شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

''آں تہی مغز را چہ علم و خبر کہ بروہیزم است یا دفتر۔'' (۳۰)

شیخ نورالدین رشیؒ بھی قرآن مجید کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پران پران خالی پرگیہ | خرگیہ کتاب ہ باری ہیتھ
یم ولہ نشن باخبر گیہ | تم زرگیہ نا زہتہ فضل تہ عطا ہیتھ (۳۱)

ترجمہ: ایسے بھی لوگ ہیں جن کو حصول علم کے باوجود بھی کچھ حاصل نہ ہوا۔پڑھ لکھ کے بھی ان پڑھ نکلے۔یہ گدھوں کی طرح علم ودانش کا بوجھ اپنے کندھوں پر لادے ہوئے ہیں۔جن لوگوں نے علم حاصل کر کے اپنے آپ کو پہچان کر اپنے ضمیر کو روشن کیا، وہی لوگ بے شک اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نوازے گئے اور کامیاب رہے۔

شیخ نورالدین نے ذکر وفکر پر نہایت دل پذیر انداز میں اپنا اظہار کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں:

ذکرے سیتر پورم اللہ | فکرے سیتر سپدس کلو
ڈلے یا متھن سوروم اللہ | بوزم خانیا تو لوا (۳۲)

ترجمہ: ذکر سے میں نے اللہ پڑھا اور فکر سے اس مقام پر پہنچا، جہاں حیرت سے زبان اظہار کرنے سے عاجز

ہوئی ۔گویا میں گونگا ہوگیا ۔اپنے اس دل کو خدا تعالیٰ کا عرش عظیم پایا اور اپنے کانوں سنا کہ جس طرح بھی تم رخ کرو گے اسی طرف اللہ ہے ۔اللہ بہت ہی وسعت والا ہے اور سب کچھ سننے والا ہے ۔

مختلف حوالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ کے زمانے میں بھی ریاکاروں اور روحانی سوداگروں کا بازار گرم تھا ۔اس وجہ سے انھوں نے ایسے لوگوں سے دور رہنے کی ہدایت کی ہے ۔وہ فرماتے ہیں:

میر شوبلی اندر شومی | ممبران کھسن تہ کری کری کار
ملے دپی زتہ مولوی رومی | ملہ ڈیٹھتھ پر زہا استغفار (۳۳)

ترجمہ: اگر حقیقت میں کوئی ملا یعنی عالم دین ہوسکتا ہے تو وہ صرف مولانا رومیؒ ہیں ۔نہیں تو مُلا کی طرف دیکھ کر استغفار پڑھنا چاہیے اور اللہ سے مُلا کے شر سے پناہ مانگنی چاہیے ۔مولانا رومیؒ وہی ہیں جنھوں نے معرفت کا سمندر پار کیا اور اپنی مدد آپ کی ۔اپنے کو بھی بچایا اور دوسروں کو بھی ۔

صبر و تحمل جو انسان کی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کا سب سے بہترین عمل ہے اور قرآن پاک میں بھی بار بار اس سے متعلق اللہ تعالیٰ انسان کو عمل پیرا ہونے کی ہدایت دیتے ہیں شیخ نورالدین رشیؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

ژالُن چھےوُ زلہ پتر ٹو | ژالن چھے مدنین گہیہ گار
ژالن چھے پان کڈن گرٹو | ژالن چھے کھیون وُہت گار
ژالن چھے پرتس کرنہ اٹو | ژالن منزا تھس ہیون نار (۳۴)

ترجمہ: تمھیں خُدا کی کڑی سے کڑی آزمایشوں کو برداشت کرنا ہوگا ۔ظلم و جبر کی گرج چمک کے ساتھ بجلیاں گرتی ہونگی ۔تمھیں دن دھاڑے اندھیروں اور تاریکیوں کو برداشت کرنا ہوگا ۔تمھیں چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پیسا جائے گا ۔تمھیں بہ یک وقت زہر کی ایک خروار نگلنی ہوگی ۔زبردست اور کھٹن موت کی گھڑی برداشت کرنی ہوگی ۔تمھیں سر پر مشکلات کے پہاڑ جیسے بارِ گران برداشت کرنے ہوں گے ۔تمھیں ہتھیلی پر آگ کے انگارے برداشت کرنے ہونگے ۔تمھیں خدا کی رضا کے لیے مُشکل ترین آزمائشوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا ہوگا ۔

شیخ نورالدین رشیؒ بہت باکمال اور خدا دوست بزرگ تھے، جو اپنی حیات ہی میں عام لوگوں کے دلوں میں جیتے تھے اور انھوں نے لوگوں کی عقیدت مندی حاصل کی ۔البتہ اس دوران اُن کو مکار، جعلساز، اور نام نہاد دینی مذہبی عالموں نے مختلف قسم کی تکلیفیں دیں ۔اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ شیخ نورالدین رشیؒ نہ صرف باکمال صوفی اور شاعر تھے بلکہ سماجی اصلاح کار تھے ۔اُنھوں نے کٹر سماجی قاعدوں کے خلاف آواز اُٹھائی اور مذہب کے نام پر استحصال کرنے والوں کے خلاف نہ صرف نفرت کا اظہار کیا بلکہ بغاوت کا اعلان بھی کیا ۔بے فکر ہو کر لکھتے ہیں:

علم چھو پران ماشیکہ ہوسہ | ژھلس چھوز ا گان ا کس اکھ
او چھو گمانہ اُسی چھ خاسے | تہ نو موکلو سا سہ منزا کھ (۳۵)

ترجمہ:لوگوں کا یہ حال ہے کہ علم مالِ دنیا کے حصول کے لیے حاصل کرتے ہیں۔دُنیاوی ہوس نے تمھیں علم دین کا طالب بنادیا اور اسی تگ و دو میں تم ایک دوسرے کے خلاف سازشوں میں مشغول ہو۔اُن کا یہ گمان باطل ہے کہ وہ خاصان خدا سے ہیں۔مگر یاد رکھو تم میں سے وہاں ہزار میں سے ایک بھی عذاب الٰہی سے بچ نہ پائے گا۔

کتابوں کا علم حاصل کر کے مغرور ہونا اور انسان کا اپنے محاسبے سے غافل ہونا بھی بڑی بربادی ہے۔ جب تک انسان کو علم کا غرور رہتا ہے تب تک وہ اصلی مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔شیخ نورالدین رشیؒ نے اپنے اس لافانی شعر (شروکھ) میں اس راز کو آشکارا کیا ہے جو بہت ہی مشہور اور زبان زد خلائق ہے:

کتھ واوہالہ ژونگاہ کوہ زالے	تلہ کنہ زالیس علم تہ دین
کوہ کتھ تراوتھ سو کھ پالے	کل علم پتھے الف لام میم (۳۶)

ترجمہ: کون ہے وہ جو باطل کی برپا کردہ برائیوں یعنی فسق وفساد وغیرہ کی تند وطوفانی ہواؤں سے پیدا شدہ اندھیروں میں حق کا چراغ جلا کر خوشحالی کی روشنی سے چار سو منور کر لے۔اپنے چراغ میں علم دین کا تیل جلائے۔جو باطل چھوڑ کر حق پرستی کی طرف قائل ہو جائے تو قرآن میں حرف الف، لام میم میں اس کی وضاحت عیاں ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ شیخ نورالدین رشی اسلام کے بنیادی اُصولوں کو سامنے رکھ کر اور اُن پر عمل پیرا ہو کر لوگوں کے سامنے تعلیمات کی شکل میں لائے ہیں۔اُنھوں نے عام لوگوں اور اسلام کے درمیان کھڑی دیوار کو گرا دیا۔اس کے ساتھ ساتھ اُن کا ایک اور بڑا کارنامہ یہ ہے کہ وہ اسلام کے پیغام کو لوگوں تک مقامی زبان اور مزاج کے مطابق پہنچاتے رہے ہیں اور زیادہ تر عام زبان میں بات کرتے رہے۔ شیخ نورالدین رشیؒ نے وہ زبان استعمال کی جو لوگوں کے دلوں کے نزدیک ہے اور جو اُن کے احساسات اور جذبات کو بیدار کرنے کا سلیقہ رکھتی ہے۔وہ اس زبان میں مخاطب ہوتے ہیں جسے وہ اپنا سمجھتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالہ جات

(۱) شفیع شوق۔کاشر ادبک تواریخ۔کشمیری ڈیپارٹمنٹ سری نگر یونیورسٹی جموں کشمیر ۲۰۰۲،ص ۵۴

(۲) اوتار کشن رہبر۔نندہ ریش۔جموں وکشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگوئجز سری نگر ۲۰۰۳۔ص ۱۸۵

(۳) شفیع شوق۔کاشر ادبک تواریخ۔کشمیری ڈیپارٹمنٹ سری نگر یونیورسٹی جموں کشمیر ۲۰۰۲۔ص ۵۷

(۴) G.N. Gauhar, Sheikh Noor-ud-Wali, Sahitya Akademi.New Delhi-P-16

(۵) Ibid.

(۶) عبدالاحد آزاد،کشمیری زبان اور شاعری،جلد دوم۔جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگوئجز،سری نگر ۲۰۰۵ ص۔۳۰

(۷) G. N. Gauhar, Kashmir Mystic thought.Gulshan Books, Srinagar, Kashmir, 2009, p. 168.

(۸) شفیع شوق۔کاشر ادبک تواریخ۔کشمیری ڈیپارٹمنٹ سری نگر یونیورسٹی جموں کشمیر ۲۰۰۲۔ص ۶۰۔

(۹) ایضاً۔
(۱۰) G.N. Gauhar, Sheikh Noor-ud-Din, Sahitya Akademi.New Delhi-P-109.
(۱۱) Ibid (۱۲) Ibid (۱۳) Ibid
(۱۴) شاہد بڈگامی، رسالہ شیرازہ،مضمون شیخ نورالدین ولی،
(۱۵) G. N. Gauhar, Kashmir Mystic thought. Gulshan Books, Srinagar, Kashmir, 2009, p. 168.
(۱۶) ڈاکٹر حامدی کاشمیری علمدار۔مرکز نور شیخ العالم چیر کشمیر یونیورسٹی سرینگر۔ ۲۰۰۵ ص ۵۸۔
(۱۷) G. N. Gauhar, Kashmir Mystic thought, Gulshan Books, Srinagar, Kashmir, 2009, p. 180.
(۱۸) ابو تحسن قاضی، علمدار کشمیر،مشعل راہ،گلشن بکس،سرینگر،۲۰۰۹،
(۱۹) ایضاً۔
(۲۰) اوتار کشن رہبر۔نندہ ریوش۔جموں وکشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز سری نگر ۲۰۰۳۔ص ۱۸۹۔
(۲۱) ڈاکٹر محمد یوسف بخاری، شیخ نورالدین ولی اور جدیدیت، شعبہ کشمیریات ،پنجاب یونیورسٹی،لاہور،۱۹۹۱
(۲۲) ایضاً۔
(۲۳) ابو تحسن قاضی، علمدار کشمیر،مشعل راہ،گلشن بکس،سرینگر،۲۰۰۹،
(۲۴) G. N. Gauhar, Kashmir Mystic thought, Gulshan Books, Srinagar, Kashmir, 2009, p. 180.
(۲۵) پروفیسر کاشی ناتھ ورنندہ ریوش۔رسالہ شیرازہ ۔مضمون پر جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز سری نگر ۲۰۰۵ ص ۔۵۰
(۲۶) میر غلام رسول نازکی ۔نندہ ریوش۔کاشر واعظ۔اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر ۲۰۰۵ ص ۔۲۰۴۔
(۲۷) ابو تحسن قاضی، علمدار کشمیر،مشعل راہ،گلشن بکس،سرینگر،۲۰۰۹،
(۲۸)G. N. Gauhar, Sheikh Noor-ud-Din, Sahitya Akademi.New Delhi-P-26.
(۲۹) ڈاکٹر محمد یوسف بخاری، شیخ نورالدین ولی اور جدیدیت، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی،لاہور،۱۹۹۱،
(۳۰)ڈاکٹر حامدی کاشمیری علمدار۔مرکز نور شیخ العالم چیر کشمیر یونیورسٹی سرینگر۔ ۲۰۰۵ ص ۳۴۵۔
(۳۱) ابو تحسن قاضی، علمدار کشمیر،مشعل راہ،گلشن بکس،سرینگر،۲۰۰۹،
(۳۲) ایضاً۔ (۳۳) ایضاً۔ (۳۴)ایضاً۔
(۳۵)ڈاکٹر محمد یوسف بخاری، شیخ نورالدین ولی اور جدیدیت، شعبہ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی،لاہور،۱۹۹۱
(۳۶) ابو تحسن قاضی، علمدار کشمیر،مشعل راہ،گلشن بکس،سرینگر،۲۰۰۹،